بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

اشتیاق احمد ظلی

علمی موضوعات پر مجالس مذاکرہ کا انعقاد دنیا، علم و تحقیق کی ایک مسلمہ روایت ہے۔ اور اس کے فوائد و ثمرات سے اہلِ علم بخوبی آگاہ ہیں۔ اگر ایسی کسی مجلس کا موضوعِ بحث کتابِ الٰہی کا کوئی پہلو ہو تو علمی افادیت کے ساتھ ساتھ اس کی روحانی برکت و سعادت میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ وہ لوگ یقیناً قابلِ مبارکباد ہیں جو ایسی بابرکت مجالس کا اہتمام کرتے ہیں اور وہ اہلِ علم و دانش قابلِ ستائش ہیں جو سفر کی صعوبتیں اٹھا کر ایسی مجالس میں شریک ہوتے ہیں اور اپنے نتائجِ فکر و تحقیق سے تشنگانِ علم کی پیاس بجھاتے ہیں، ان کے ذہن و دماغ میں اٹھنے والے شکوک و شبہات کو دور کرتے ہیں، سوالات کے تشفی بخش جوابات کے ذریعہ ان کے ذہنی افق کی وسعت کا سامان کرتے ہیں اور انھیں اپنے وسیع علم و مطالعہ سے مستفید ہونے کے مواقع فراہم کرتے ہیں۔

ایسی ہی ایک مبارک مجلس مذاکرہ انجمن طلبہ قدیم کے زیرِ اہتمام ۶۔۸ ر اکتوبر ۱۹۹۴ء کو مدرسۃ الاصلاح میں منعقد ہوئی۔ اہم علمی موضوعات پر کامیاب مجالسِ مذاکرہ کا اہتمام و انعقاد اس انجمن کی روایات کا ایک حصہ بنتا جا رہا ہے۔ اس مجلس مذاکرہ کا موضوع "نظمِ قرآن" تھا۔ قرآن فہمی کے باب میں اس نظریہ کی بنیادی اہمیت اہلِ نظر سے پوشیدہ نہیں ہے۔ مدرسۃ الاصلاح رجوع الی القرآن کی تحریک کا داعی اور نقیب ہے۔ اس کا فلسفہ تعلیم و تعلم اسی آفتابِ عالمتاب کے گرد گھومتا ہے اور اس کا پورا نظام فکر اسی مدار پر گردش کرتا ہے۔ اس تحریک کی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ قرآن کا فہم عام ہو اور مسلم معاشرہ اس کی ابدی تعلیمات سے

پوری طرح آگاہ ہو اور اس کے اسرار و حکم کی تعلیم و تعلم اور اس کے علوم و معارف پر تدبر و تفکر کی عمومی فضا پیدا ہو۔ چنانچہ ہر وہ کوشش جس سے اس عظیم الشان مقصد کے حصول میں مدد ملے اور فہم قرآن کی راہ ہموار ہو انجمن طلبہ قدیم کے بنیادی فرائض اور ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ اسی ضرورت اور ذمہ داری کا احساس اس سیمینار کے انعقاد کا محرک اور باعث ہوا۔

اس مجلسِ مذاکرہ میں شرکت کے لئے ملک کے طول و عرض سے اہل علم کو مدعو کیا گیا تھا۔ بیرونِ ملک سے بھی کچھ مندوبین کی شرکت متوقع تھی۔ لیکن مجوزہ تاریخ کے آس پاس حالات نے کچھ ایسا سنگین رخ اختیار کر لیا کہ بظاہر سیمینار کا انعقاد ہی معرض خطر میں پڑ گیا۔ ملک کے بعض حصوں میں طاعون کی مہلک وبا کے اثرات محسوس کئے گئے۔ پریس نے ان خبروں کی تشہیر کچھ اس انداز سے کی کہ پورے ملک میں خوف و ہراس کی ایک عام فضا بن گئی۔ اس کے نتیجے میں بیرونِ ملک سے رسل و رسائل اور سفر کے رابطے یکسر منقطع ہو گئے۔ چنانچہ باہر سے کسی مندوب کی شرکت کا امکان باقی نہ رہا۔ پاکستان سے جن اہلِ علم کی آمد متوقع تھی ان میں مشہور صحافی اور دانشور جناب محمد صلاح الدین، مدیر تکبیر بھی شامل تھے۔ ان سے ملنے اور ان سے مستفید ہونے کی خواہش اب زندگی کی حسرتوں میں شامل ہو چکی ہے۔ کراچی کے برادر کش فسادات نے اس مرد مجاہد کی آواز کو خاموش کر دیا جو مدت العمر پوری قوت اور جرأت سے ظلم و جبر کے خلاف بلند ہوتی رہی۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ وادخلہ فسیح جناتک۔

خود اندرون ملک ان دنوں خوف و ہراس کی جو کیفیت تھی اس کے باعث سفر آسان نہ تھا۔ چنانچہ خواہش کے باوجود بہت سے مندوبین کے لئے اس سیمینار میں شرکت ممکن نہ ہو سکی۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ کے کرم سے اور کتاب عزیز کی برکت سے ایسے ناساز گار ماحول اور نامساعد حالات کے باوجود یہ سیمینار منعقد ہوا اور پوری کامیابی سے نہ صرف تین دن تک چلتا رہا بلکہ بار بار وقت کی تنگ دامانی کا شدید احساس ہوا جو زیادہ مفصل بحث و تمحیص کی راہ میں مسلسل رکاوٹ بنی رہی۔ وقت میں اگر گنجائش ہوتی تو اس لذیذ حکایت کا سلسلہ اور بھی دراز ہوتا۔ اور اس سے لذت یابی اور سعادت اندوزی کا اور بھی بہت کچھ سامان ہو سکا ہوتا۔ بہر حال دست یاب وقت کا بھرپور استعمال کیا گیا اور موضوعِ زیر بحث کے مختلف پہلوؤں پر فاضلانہ

مقالات پیش کیے گئے جن میں نظریہ نظم قرآن کو نقد و نظر کی کسوٹی پر جانچا اور پرکھا گیا اور اتنے ہی عالمانہ انداز میں ان کا تحلیل و تجزیہ کیا گیا۔ اس بحث و تمحیص اور نقد و محاکمہ کے نتیجہ میں نظریہ نظم کے بہت سے پہلو نکھر کر سامنے آئے، تاریخ تفسیر کے مختلف ادوار میں قرآن حکیم کے علوم و افکار پر اس نقطہ نظر سے غور و فکر اور تحقیق و تفتیش کرنے والوں کی اس میدان میں خدمات و مساعی اور ان کے علمی و فنی اکتسابات کی قدر و قیمت کا زیادہ بہتر ادراک ہوا اور اس نظریہ کے عہد بعہد ارتقاء کی ایک زیادہ واضح اور مکمل تصویر ابھر کر سامنے آئی۔ فہم قرآن کے ایک نہایت اہم وسیلہ و کلید کی حیثیت سے نظریہ نظم کی اہمیت و افادیت پوری شدت سے محسوس کی گئی۔ فکر و نظر کو جلا ملی اور کتاب عزیز پر تدبر و تفکر کے رجحان کو تقویت ملی۔ برکت و سعادت کا یہ سلسلہ تین دن تک جاری رہا اور اس کے پرتو سے سرزمین مدرسۃ الاصلاح مطلع انوار بنی رہی اور اس کی تابش ان شاء اللہ افق تا بہ افق پھیلتی ہی چلی جائے گی۔

یک چراغیست دریں خانہ کہ از پرتو آں
ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

انجمن طلبہ قدیم کے صدر مولانا صدر الدین اصلاحی صاحب علالت کے باوجود تشریف لائے اور افتتاحی اجلاس کی صدارت فرمائی۔ افتتاحی کلمات سے مولانا سید جلال الدین انصر عمری صاحب نے نوازا، استقبالیہ مدرسہ کے نائب صدر مولانا انیس احمد اصلاحی نے پیش کیا اور کلیدی خطبہ ڈاکٹر مظفر احسن اصلاحی نے دیا جس میں فکر فراہی کے تناظر میں نظریہ نظم قرآن کا ایک جامع تعارف پیش کیا گیا۔ افتتاحی اجلاس کے علاوہ باقی پانچ اجلاسوں کی صدارت بالترتیب پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی، مولانا سید جلال الدین انصر عمری، مولانا محمد فاروق خاں، مولانا ضیاء الدین اصلاحی اور مولانا عنایت اللہ سبحانی نے فرمائی۔ نظامت کے فرائض راقم حروف نے ادا کیے۔ اس سیمینار کا ایک امتیازی پہلو یہ تھا کہ مدرسہ کے کئی طلبہ نے بھی مقالات پیش کیے۔ یہ بڑی خوش آئند اور قابلِ قدر کوشش ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ان عزیزوں کی کاوشیں جاری رہیں گی اور یہ مدرسہ کے اندر ایک نئی علمی بیداری کے لئے قوی محرک ثابت ہوں گی۔

پہلے اجلاس میں افتتاحی تقریبات کے علاوہ دو مقالات بھی پیش کیے گئے۔ پہلا مقالہ

پروفیسر مسعود الرحمٰن خاں ندوی نے پیش کیا۔ اس کا عنوان تھا "نظم قرآن کے حوالہ سے نقد فراہی" دوسرا مقالہ "نظم قرآن، معنی ومفہوم، افادیت واہمیت" جناب اشہد رفیق ندوی نے پیش کیا۔

دوسرے اجلاس میں مولانا نسیم ظہیر اصلاحی، ڈاکٹر ابو سفیان اصلاحی اور جناب خنہ نواز نے بالترتیب "نظم قرآن پر علامہ شوکانی کے اعتراضات کا جائزہ" "تدبر قرآن کے گروپ اور سورتوں کے عمود کا موازنہ دلائل النظام، نظام القرآن اور حواشی قرآن کی روشنی میں" اور "نظم قرآن کے قائلین۔ تاریخی جائزہ" کے موضوعات پر اپنے مقالے پیش کئے۔

تیسرے اجلاس میں پانچ مقالے پیش کئے گئے۔ پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی نے "نظم قرآن کارگہ نظریہ وعمل میں"، مولانا محمد عمر اسلم اصلاحی نے "نظم قرآن ہے فکر وفن کی کلید"، ڈاکٹر غیاث الدین نے "مہائمی کا تصور نظم۔ ان کی تفسیر تبصیر الرحمٰن کی روشنی میں"، جناب محمد افضل اصلاحی نے "نظم قرآن اور مولانا فراہی۔ ایک تجزیاتی مطالعہ" اور جناب ابوالقاسم نے "نظم قرآن اور اہل تفسیر" کے عناوین پر مقالے پیش فرمائے۔

چوتھے اجلاس میں پانچ مقالے پیش کئے گئے۔ مولانا ضیاء الدین اصلاحی کے مقالہ کا موضوع تھا "امام رازی کی تفسیر قرآن میں نظم" اس کے علاوہ جناب سکندر علی اصلاحی نے "نظم قرآن۔ جاحظ کی ایک غیر معروف تفسیر کا تعارف"، جناب ایاز احمد اصلاحی نے "مجموعہ سور میں نظم" جناب محی الدین غازی فلاحی نے "امام بقاعی کا تصور نظم" اور جناب نازش نے "نظم وتناسب کا فرق" کے موضوعات پر مقالے پیش کئے۔

پانچویں اجلاس میں جو مقالے زیر بحث آئے ان میں مولانا عنایت اللہ سبحانی کا مقالہ "سورۃ القمر ومافیھا من اعجاز البیان وبدیع النظام"، مولانا محمد فاروق خاں کا مقالہ "نظم قرآن اور ارتباط حیوی" اور جناب علیم اللہ اور جناب سعید الرحمٰن نیپالی کے مقالات "مولانا فراہی کے نظریہ نظم قرآن کی خصوصیت" اور "نظم قرآن کا تاریخی پس منظر" شامل ہیں

آخری اجلاس میں مولانا سید جلال الدین انصر عمری نے "مفصلات میں سے بعض سورتوں کا نظم" اور ڈاکٹر الطاف احمد اعظمی نے "نظم قرآن اور مولانا فراہی" کے موضوع پر اپنے مقالے پیش کئے۔ اختتامیہ میں ڈاکٹر ظفر الاسلام اصلاحی نے سیمینار کے پورے پروگرام سے متعلق ایک تاثراتی

رپورٹ پیش کی۔ پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی نے مندوبین کی نمائندگی کرتے ہوئے اپنے تاثرات بیان کئے۔ انجمن طلبہ کے جنرل سکریٹری مرزا اشفاق احمد اصلاحی نے مہمانان گرامی کی خدمت میں نذرانہ تشکر پیش کیا اور دعا کے ساتھ یہ کامیاب مجلس اپنے اختتام کو پہونچی۔

نامساعد حالات اور وسائل کے فقدان کے باوجود اس سیمینار کی کامیابی دراصل انجمن کے عہدیداران، مدرسہ کے ذمہ داران اور اساتذہ و طلبہ کی مشترکہ مساعی اور انتھک کوشش کی مرہون منت تھی۔ جس انہماک، مستعدی اور حوصلہ سے ان سب نے اس کے انعقاد میں اپنا اپنا حصہ ادا کیا وہ قابل ستائش ہے۔ لیکن اس سیمینار کی اصل کامیابی ان علماء اور دانشوروں کی دین تھی جنھوں نے کتاب الٰہی کی نسبت سے ہونے والے اس سیمینار کی راہ میں آنے والی رکاوٹوں کی پرواہ نہ کی، اپنی تشریف آوری سے اس محفل کو رونق بخشی اور نہ صرف اپنے عالمانہ مقالات پیش فرمائے بلکہ مقالات پر ہونے والے مباحثہ میں بھی بھرپور حصہ لیا اور اس طرح اس سیمینار کو کامیابی سے ہم کنار کیا۔ اور ان سب سے بھی زیادہ یہ توفیق الٰہی کی دستگیری تھی جس نے اپنے فضل خاص سے اپنی کتاب کے نام پر ہونے والی اس حقیر کوشش کو کامیابی سے نوازا۔ احساس تشکر سے ہم اس کے حضور میں سربسجود ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں ہم سب کو کتاب عزیز کی خدمت کی توفیق بخشے، ہمارے سینوں کو اس کے معارف کے لئے کھول دے، اس کی تعلیمات پر عمل کی توفیق دے اور اس حقیر کوشش کو شرف قبول بخشے اور اسے ہم سب کے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین

۸ مئی ۱۹۹۵ء